(55)

دل کو غمِ حسینؑ ملا زندگی ملی
صدقے ہو جس پہ ہوش بھی وہ بیخودی ملی
ایمان کو وقار ملا پختگی ملی
انسانیت کو ایک نئی روشنی ملی
یوں شان صبر و شکر دکھاتا چلا گیا
شمعیں سی ہر قدم پہ جلاتا چلا گیا

(56)

تلوار کی برش سے نہ کم تھی حرم کی راہ
کوفے کو قید ہوکے چلے حریت پناہ
عزم و ثبات و صبر جلالت کے تھے گواہ
تھرا کے گر پڑی اگر اٹھی کوئی نگاہ
پیشِ خدا گیا وہ شہادت کی شان سے
گزرے یہ سوگوار نئے امتحان سے

(57)

میدان میں شہیدوں کے لاشوں کو چھوڑ کے
فرشِ زمیں پہ عرش نشینوں کو چھوڑ کے
شعلوں کے مد و جزر میں خیموں کو چھوڑ کے
مقتل میں بد دعا کے ارادوں کو چھوڑ کے
ایثار کا وہ رخ وہ روش اختیار کی
قدموں نے بڑھ کے راہِ عمل استوار کی

(58)

وہ سخت امتحاں کہ ہزار امتحاں نثار
اس خامشی پہ محشر آہ و فغاں نثار
تسبیحِ شکر وہ کہ صلوٰۃ و اذاں نثار
تمکینِ قید و بند پہ آزادیاں نثار
غرقِ عرق تھے شرم سے قیدی جدھر گئے
پر مقصدِ حسینؑ کی تکمیل کر گئے

(59)

تکمیل کی یہ شان تھی تکمیلِ دینِ حق
اہلِ زباں نے چھوڑ دیا ذکرِ ما سبق
تاریخِ انقلاب نے الٹا نیا ورق
ہے کون ان سے بڑھ کے حکومت کا مستحق
حق کے تصرفات پہ قبضہ انھیں کا ہے
تا حشر جو چلے گا وہ سکہ انھیں کا ہے

(60)

گزرے جدھر سے وقت کا نقشہ بدل دیا
کیا صبر تھا کہ ظلم کا چہرہ بدل دیا
ہنسنے کا اشک و غم نے ارادہ بدل دیا
طرزِ نگاہ اہلِ تماشہ بدل دیا
قہرِ خدا کو تیغ بکف دیکھنے لگے
گھبرا کے آپ اپنی طرف دیکھنے لگے

(61)

حقانیت کی شان دکھاتے ہوئے چلے
قیدی خدا کی راہ بتاتے ہوئے چلے
خونِ جگر سے رنگ جماتے ہوئے چلے
خاموش رہ کے درد سناتے ہوئے چلے
اس ضبط و غم کی مرثیہ خوانی ہے آج تک
روکے تھے اشک یوں کہ روانی ہے آج تک

(62)

زادِ سفر کے واسطے اللہ رے اہتمام
رسّی میں گردنیں تھیں تو لب پر خدا کا نام
حیرت سے دیکھتے تھے اسیروں کو خاص و عام
کتنوں کے دل بدل دئے کوفہ سے تا بہ شام
غفلت زدوں کو نیند سے آخر جگا گئیں
قربانیاں کمال کے نقطے پہ آ گئیں

(63)

ڈوبے ہوئے تھے مرضیِ پروردگار میں
ایسا دلوں پہ جبر کیا اختیار میں
ہے آج تک جگہ نگہِ اعتبار میں
چھوڑے ہیں ایسے نقشِ قدم رہگذار میں
گِھر کر ہجومِ غم میں سنبھلنا سکھا دیا
قوت کو صبر و ضبط میں ڈھلنا سکھا دیا

(64)

پہنچے جو شام میں یہ گرفتارِ کربلا
لائے تھے اپنے ساتھ سب آثارِ کربلا
ناواقفوں پہ کھل گئے اسرارِ کربلا
کیا پُر اثر تھا خطبۂ بیمارِ کربلا
اٹھی ہر اک طرف سے صدا شورشین کی
دربار تھا یزید کا مجلس حسینؑ کی

(65)

ان کے تصرفات سے ملّت کی شان ہے
اسلام کی نمود شریعت کی شان ہے
باطل ہے دم بخود وہ حقیقت کی شان ہے
دنیا میں ان کے دم سے شرافت کی شان ہے
ہر بارِ غم اٹھالیا ہر ظلم سہہ گئی
انسانیت اسی کے سہارے سے رہ گئی

(66)

ہمت ہے استوار مصیبت کے ذکر سے
آتا ہے صبر عالمِ غربت کے ذکر سے
ہوتا ہے سر بلند شجاعت کے ذکر سے
بڑھتا ہے خوں رگوں میں شہادت کے ذکر سے
مایوسیوں میں فتح کا امکاں ہے آج بھی
عزمِ حسینؑ عظمتِ انساں ہے آج بھی

(67)

قائم جہاں میں سلسلۂ صبح و شام ہے
اس سلسلے کی حد پہ نیا اہتمام ہے
ہوگا سفر شروع ابھی تو قیام ہے
دنیا کو انتظار ظہورِ امامؑ ہے
جب دستِ غیب پردۂ غیبت اٹھائے گا
خونِ حسینؑ ایک نیا رنگ لائے گا

(68)

اے بانیانِ بزمِ عزا یہ نہ بھولیے
اے ساکنانِ شہرِ وفا یہ نہ بھولیے
دلدادگانِ کرب و بلا یہ نہ بھولیے
بہرِ رسولؐ بہرِ خدا یہ نہ بھولیے
غم ہے تو غم میں شوکت و عظمت بھی چاہیے
مومن کے آنسوؤں میں حرارت بھی چاہیے

(69)

سرمایۂ نجات ہے جوشِ ولا مجھے
تقدیر سے رہا نہ کوئی اب گلا مجھے
ہے حُبِ اہل بیتؑ ہی گویا صلا مجھے
یہ ہے صلا ...... تو سب کچھ ملا مجھے
اب صرف یہ نوازش تقدیر چاہیے
مدح و ثنا میں قوتِ تاثیر چاہیے

(70)

آقا کے درپہ محوِ سجود وفا ہوں میں
گہرائیوں سے دل کی شریکِ عزا ہوں میں
حکمِ خدائے پاک سے وقفِ ثنا ہوں میں
قرآں میں جو لکھا ہے وہی کہہ رہا ہوں میں
اندازِ مدح اور ہیں ممدوح ایک ہے
قالب جدا جدا ہیں مگر روح ایک ہے

(71)

اے کار سازِ خالقِ کُل مقصدِ حیات
اے بے نیازِ عالمِ مطلوبِ کائنات
گنجینۂ محاسن و مجموعۂ صفات
اے وہ کہ حدِ فکر سے آگے ہے تیری ذات
میرے قلم میں میری زباں میں اثر رہے
مجھ پر شہیدِ کرب و بلا کی نظر رہے

(72)

مدت کے بعد وقت کا جب مقتضا ہوا
اک آفتاب لطف و کرم رونما ہوا
دل کا قرار دل کا سہارا عطا ہوا
نورِ نظر سے نور نظر کا سوا ہوا
خوش بخت و شاد کام ہمیشہ جہاں میں رکھ
صدقہ حسینؑ کا اسے اپنی اماں میں رکھ

○